شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ

۲ رجب ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۹۸۰ء کو بروز سہ شنبہ دوبئی میں حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان واصل بحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے فارغ التحصیل' حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے شاگرد تھے۔ قرآنی علوم کا استفادہ شیخ وقت حضرت اقدس مولانا حسین علی صاحبؒ واں بھچراں (تلمیذ رشید حضرت گنگوہیؒ) سے کیا۔

مولانا مرحوم اپنی بعض خصوصیات میں منفرد تھے' حق تعالیٰ شانہ نے ان کو قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا' بڑے جوانمرد اور کریم النفس تھے۔ شرک وبدعت کے رد میں شمشیر بے نیام تھے۔ حق گوئی میں "لا یخافون فی اللہ لومة لائم" کا مصداق تھے۔ ایک عالم ان کا شیدا وگرویدہ تھا۔ ان کی تقریر میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اللہ کا شیر دھاڑ رہا ہے۔ ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ان کی گونج تھی اور شرک وبدعت کا ابلیسی نظام ان کی آواز سے لرزاں وترساں رہتا تھا۔ اہل اقتدار کو بھی کھری کھری سنانے کے عادی تھے۔ جس کی پاداش میں بار بار انہیں پس دیوار زنداں جانا پڑا۔ ملک کے بہت سے حصے ان کے لئے "ممنوعہ علاقہ" قرار دیئے جاتے۔ ایوبی دور میں ایوب خان کی غلط روش پر انہوں نے روکا تو گیارہ مہینے تک انہیں اپنے مستقر راولپنڈی سے خارج البلد رکھا گیا۔ ایک بار پشاور میں ان پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا لیکن ان کے پائے استقامت میں کبھی لغزش نہیں آئی' بلکہ توحید وسنت کی اشاعت کا کام انہوں نے پوری تندہی سے جاری رکھا۔ مولانا مرحوم کا "دورہ قرآن" شہرہ آفاق بن گیا تھا۔ اور ہر سال سینکڑوں علماء اور منتہی طلباء ان سے قرآن کریم پڑھنے کے لئے جوق در جوق آتے تھے۔ طلبہ کے قیام وطعام اور کاغذ قلم تک کا انتظام مولانا مرحوم خود فرماتے تھے اور جو حضرات ان سے استفادہ کرتے' وہ انہی کے رنگ میں ڈھل کر نکلتے۔ اس طرح ان کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد تھی اور

مناسبت سے ان کا لقب "شیخ القرآن" تھا۔ پاکستان میں وہ واحد شخصیت تھے جو اس لقب سے معروف تھے۔ اور یہ ایک ایسا امتیاز ہے جو ان کے کسی دوسرے معاصر کو نصیب نہیں ہوا۔ مولانا کے ماثر میں ان کی تفسیر "جواہر القرآن" تین جلدوں میں یادگار ہے جسے انہوں نے اپنے شیخ حضرت مولانا حسین علیؒ کے افادات کی روشنی میں مرتب کیا ہے۔ ان کے بعض نکات سے علماء کو اختلاف ہو سکتا ہے' اور ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ یہ ایک بڑی خدمت تھی جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لی۔ ان کے ماثر میں ان کا قائم کردہ دارالعلوم "تعلیم القرآن" راولپنڈی بھی ہے۔ جس میں درس نظامی کی تعلیم حدیث شریف تک ہوتی تھی۔ لیکن مولانا مرحوم کو چونکہ قرآن کریم سے عشق تھا اس لئے انہوں نے اس کا نام بھی "تعلیم القرآن" ہی تجویز فرمایا۔ دارالعلوم سے ایک مجلّہ بھی نکلتا تھا۔ اس کا نام بھی "تعلیم القرآن" ہی رکھا۔ مولانا مرحوم نے تحریک ختم نبوت' ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے خلاف تحریک اور قومی اتحاد کی تحریک نظام مصطفیٰؐ میں بھی قائدانہ حصہ لیا۔

مولانا مرحوم ایک عرصے سے دل کے مریض چلے آرہے تھے۔ جون ۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس میں شرکت کے لئے ہندوستان تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپس ہوئے تو حرمین شریفین اور دیار مقدسہ کی حاضری کے لئے رخت سفر باندھا۔ بیت اللہ شریف کے انوار و برکات کو جذب کیا اور بارگاہ نبویؐ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے' وہاں سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلسہ میں شرکت کے لئے دوبئ تشریف لے گئے۔ اور وہیں وقت موعود آپہنچا۔ اس طرح ان کا سفر حرمین سفر آخرت کی تمہید بن گیا۔ جو ہر مومن کے لئے لائق صد رشک ہے۔ گویا حرمین کی حاضری ان کی زندگی کا آخری عمل ہوا اور یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الٰی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کے مژدہ جاں فزا سے سرفراز ہوئے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ اللھم لاتحرمنا اجرہ ولاتفتنا بعدہ۔

(بینات رمضان ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء)